مجلہ معلم | مدیر اعلیٰ پروفیسر شبیر احمد منصوری (متعدد معاونین)۔ بہ اہتمام تنظیم اساتذہ پاکستان ۔ ۸۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔ بدل اشتراک دس روپے۔

اسلامی نظامِ تعلیم کا علمبردار یہ مجلہ اپنے مقصد کے مطابق اچھے اچھے مضامین کا مجموعہ ہے۔ خصوصاً وہ مضامین جو افغان تعلیمی کانفرنس پشاور یا تعلیمی کانفرنس لاہور میں پیش کیے گئے، فکر انگیز ہیں۔ "قافلۂ تنظیم وادیٔ کشمیر میں" (از وقار علی کاری)۔ ایک دلچسپ روئیداد ہے۔ ایک مقالہ "قبل ابتدائی تعلیم" (عزیز احمد مرزا) ملک کے اہلِ شعور و درد کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ انہوں نے مروّج ابتدائی درجوں کی درسی کتابوں کے اقتباس دے کر دکھایا ہے کہ وہ دینی اور تہذیبی لحاظ سے کتنی تباہ کن ہیں۔ آخر میں اخبار و اطلاعات کا باب ایک اچھا تجربہ ہے۔

رسالہ محنت کار | ایڈیٹر: صفدر حسن صدیقی۔ مقامِ اشاعت: ابوبکر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔ قیمت فی شمارہ (۴۸ بڑے صفحات) دس روپے۔

یہ رسالہ مزدوروں کے مسائل اور تحریکات اور نزاعات سے متعلق ہے۔ اس کے تین شمارے فروری، مارچ، اپریل سامنے ہیں۔ محنت کاروں میں کیا کام کیا جائے اور کس نہج سے کیا جائے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس میں درست کیا ہے اور غلط کیا ہے، ان سوالوں کے کئی کئی جوابات پائے جاتے ہیں۔ میں نے اسلامی نظریۂ حیات کے تحت سوچا کہ دعوت الی اللہ، تحریک اخلاقِ حسنہ اور محنت کاروں کے حقوق کی بحالی کی تحریک کو کیسے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔ آخر سوچ سوچ کر عاجز ہوا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ ایک شریف و نفیس دوست کا رسالہ ہے، اس کو بس دوست کا تحفہ ہی سمجھنا چاہیے۔ باقی دُنیا جانے اور اس کے جھمیلے۔

ماہنامہ آموزگار | مدیر اعلیٰ: اکبر رحمانی۔ مقامِ اشاعت: کاشانۂ سہیل، ۳۷ بھوانی پیٹھ، جلگاؤں ۴۲۵۰۰۱ (بھارت)، قیمت فی شمارہ ۳/- روپے سالانہ ۳۵/- روپے (پاکستان اور دوسرے ممالک کے لیے شرحیں الگ)۔

بہت مختصر اً میں یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ معمولی کاغذ پر کمزور طباعت کے ساتھ سامنے آنے والا یہ رسالہ مجھے بہت عزیز ہے۔ بھارت کی تعلیمی پالیسیاں اور قوانین، اردو زبان کا مقام، نصابی کتب کے مسائل، طلبہ کی ذہنی ضروریات، تدریسی رہنمائی وغیرہ موضوعات پر اچھے اچھے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ کاش کہ پاکستان کے تعلیمی رسائل میں سے بھی کوئی تدریسی امور پر خاص توجہ دے۔

ادارے کی چند مطبوعات بھی بہت اچھی ہیں۔ علاوہ ازیں "ادب اطفال نمبر" اور دیگر خاص نمبر۔

بقیہ عورت کی حکمرانی قرآن و سنت کی روشنی میں

مگر اسمبلیوں کی رکنیت کے ممنوع ہونے کے دلائل موجود نہیں ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سربراہ حکومت کی ذمہ داریاں وسیع ہیں۔ وہ پورے مُلک کے نظم و نسق کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ صرف رائے دینے والا اور بحث و تحقیق کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور اسمبلیوں کے ارکان کی ذمہ داریاں محدود ہوتی ہیں۔ اِس واضح فرق کے ہوتے ہوئے کس طرح پورے مُلک کی حکمرانی کو اسمبلیوں کی رکنیت پر قیاس کیا جا سکتا ہے؟ باقی رہی یہ بات کہ اسمبلیوں کو حکومت کے عزل و نصب کے اختیارات حاصل ہیں تو عزل و نصب اور چیز ہے اور عملاً حکمرانی کرنا اور مُلک کا نظم و نسق چلانا ایک دوسری چیز ہے۔ پھر یہ بات بھی مدِّنظر رہنی چاہیے کہ وزیر اعظم یا صدرِ مملکت کے عزل یا نصب کا اختیار اسمبلیوں کے ہر رکن کو انفرادی طور پر حاصل نہیں ہے، بلکہ یہ اختیار ارکان کے مجموعے کو حاصل ہے۔ ہاں! ووٹ دینے اور رائے دینے کا حق ہر رکن کو حاصل ہے لیکن یہ تو ضروری نہیں ہے کہ جو شخص ووٹر بن سکتا ہو، وہ حکمرانی بھی کر سکے۔ شریعت میں رائے دہی کے لیے مرد ہونا شرط قرار نہیں دیا گیا مگر سربراہی کے لیے مرد ہونا لازم قرار دیا گیا ہے۔